

سنن ابی داؤد

- امام ابو داؤد سجستانی (۲۰۲-۲۷۵ھ)

نام و نسب: سلیمان نام ابو داؤد کنیت۔ نسب نامہ یہ ہے: سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر بن شداد بن عمرو بن عمران الازدی سجستانی۔ آپ کے جد اعلیٰ کے متعلق مورخین نے لکھا ہے کہ انہوں نے جنگ صفین میں حضرت علی کا ساتھ دیا تھا اور اسی میں ان کی شہادت ہوئی تھی۔ ولادت: امام ابو داؤد کا خود بیان ہے کہ وہ ۲۰۲ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ کا نسب تعلق مشہور قبیلہ ازد سے ہے، اسی لئے ازدی کہلاتے ہیں۔ آپ کی مقامی نسبت بختان کی طرف ہے جو خراسان اور کرمان کے درمیان ایک مشہور ملک تھا۔

سماع حدیث کے لئے سفر: آپ نے حدیث پاک کے جمع و حصول کے لئے بے شمار مقامات کی جانب سفر کیا۔ (مصر، شام، حجاز، عراق، خراسان اور جزیرہ بصرہ وغیرہ)۔ بغداد کئی بار تشریف لے گئے پھر بصرہ میں سکونت اختیار کی۔ یہاں تک کہ وہیں آپ کی وفات ہوئی۔

شیوخ: حافظ ابن حجر آپ کے شیوخ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: وشيوخه في السنن و نحوها اكثر من ثلاث مائة نفس۔ ان میں امام احمد ابن حنبل، اسحاق بن راہویہ، ابو ثور، قتیبہ بن سعید، عبد اللہ بن مسلمہ، مسدد بن مسرہ، محمد بن بشار اور یحییٰ بن معین وغیرہ جیسے نامور ناقدین فن اور ائمہ محدثین شامل ہیں۔

تلامذہ: امام صاحب کے تلامذہ کا حلقہ بھی بہت وسیع ہے۔ ان میں سے چند یہ ہیں:

۱۔ آپ کے لڑکے ابو بکر عبد اللہ بن ابی داؤد۔ ۲۔ ابو عیسیٰ ترمذی صاحب الجامع۔ ۳۔ ابو عبد الرحمن النسائی صاحب السنن المشہورہ۔ ۴۔ احمد بن محمد خلّال۔ ۵۔ امام احمد ابن حنبل جو کہ آپ کے اساتذہ میں سے ہیں انہوں نے آپ سے ایک حدیث، حدیث العتیرہ روایت کی ہے۔ امام ابو داؤد اس پر فخر کرتے ہیں۔ اور ان کے علاوہ بہت سے لوگوں نے آپ سے حدیث روایت کی ہیں۔

چار مشہور تلامذہ: یوں تو امام ابو داؤد کے تمام تلامذہ علمی میدان میں بلند پایہ ہیں، لیکن چار اشخاص زیادہ مشہور و ممتاز ہیں:

۱۔ امام حافظ ابو علی محمد بن احمد بن عمرو، لوئی البصری۔ ۲۔ امام حافظ ابو بکر محمد بن بکر بن محمد بن عبد الرزاق بن داسہ الثمار البصری۔ ۳۔ امام حافظ ابو عیسیٰ اسحاق بن موسیٰ بن سعید الرملی۔ ۴۔ امام حافظ ابو سعید احمد بن محمد بن زیاد بن بشر المعروف بابن الاعرابی۔ مذکور چاروں شاگردوں نے آپ کی سند کو روایت کیا اور ان کے نسخے معتبر اور متداول ہیں۔ یہاں ہم صرف انہیں نسخوں کا ذکر کرتے ہیں۔

نسخہ لوئی: سنن ابی داؤد سے عند الاطلاق یہی مراد ہوتا ہے۔ لوئی نے امام ابو داؤد سے ۲۷۵ھ میں اسے روایت کیا ہے اور یہ روایت اصح الروایات مانی گئی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ امام صاحب سے آخری وقت میں املا کیا گیا ہے اور اسی پر امام ابو داؤد کا انتقال ہوا ہے، گویا یہ آخری نسخہ ہے نسخہ ابن داسہ: اس میں نسخہ لوئی کے ساتھ قدرے یکسانیت پائی جاتی ہے۔ اور ایک دوسرے کے مقابلے میں کمی بیشی سے مبرا ہے، بعض تقدیم و تاخیر کا اختلاف ہے۔ اور یہ نسخہ بلاد مغرب میں زیادہ مشہور ہے۔

نسخہ رملی: یہ نسخہ ابن داسہ کے نسخہ سے زیادہ قریب ہے۔ رملہ فلسطین کا ایک شہر ہے۔

نسخہ ابن الاعرابی: ابن الاعرابی کا یہ نسخہ دوسرے متداول نسخوں کے مقابلے میں نامکمل ہے۔ چنانچہ علامہ خطابی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ان رواية ابن الاعرابی يسقط منها كتاب الفتن و الملاحم و الحروب و الخاتم و نحو النصف من كتاب اللباس و فاتنه ايضاً من كتاب الوضوء و الصلاة و النكاح و اوراق كثيرة۔

تنبیہ: یہ بات خصوصیت سے یاد رکھنے کی ہے کہ ابن الاعرابی کے نسخہ میں صرف ابواب اور روایات کی کمی ہی نہیں، بلکہ نسبتاً کچھ زائد روایات بھی ہیں مثلاً وضع الیدین تحت السرة، یہ روایت صرف ابن الاعرابی ہی کے نسخہ میں ہے۔

مرویات سنن: اس مجموعہ کی ترتیب و تالیف کا سلسلہ امام صاحب نے ۲۴۱ھ سے قبل بغداد میں انجام دیا۔ اور اسے پانچ لاکھ احادیث کے ذخیرے سے منتخب کیا۔ اس کے بعد اسے اجزاء کتب اور ابواب میں تقسیم کیا۔ چنانچہ امام صاحب اپنے رسالہ مکہ میں لکھتے ہیں کہ مرا بیل سے علاوہ کتاب السنن کے سترہ اجزاء ہیں۔ اس طرح کتاب السنن میں پینتیس اجزاء ہیں۔ اور ابواب کی کل تعداد ۱۰۸۷ ہے۔ اور کل احادیث ۴۸۰۰ ہیں۔

جیسا کہ امام صاحب فرماتے ہیں لعل عدد الاحادیث التی فی کتبی من الاحادیث قدر اربعة آلاف و ثمان مائة حدیث۔

اقوال الائمة فی هذا الكتاب: قال الخطابی ان كتاب السنن لابی داؤد كتاب شریف لم یصنف فی علم الدین كتاب مثله و قدر رزق القبول من كافة الناس. قال ابن العربی لو ان رجلا لم یکن عنده من العلم الا المصحف الذی فیہ كتاب الله عزوجل ثم هذا الكتاب لم یحتج ما حایل شیء من العلم البتة. و هكذا قال کثیر من الناس. حافظ ابن عبدالبر فرماتے ہیں: کل ما سکت علیہ ابو داؤد فهو صحیح عنده. یہ بات ابن عبدالبر نے امام ابوداؤد کی کتاب رسالہ مکیہ سے لیا ہے۔

اکثر ائمہ اصول اور متاخرین نے سکوت ابی داؤد کو حجت قرار دیا ہے اور اس حدیث کو حسن کا مرتبہ دیا ہے۔ لیکن محققین نے اس سے اختلاف کیا ہے، حافظ ابن حجر نے اس پر مفصل بحث کی ہے، چنانچہ فرماتے ہیں: امام ابوداؤد کا یہ کہنا کہ ما کان فیہ و هن شدید اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ جس پر امام ابوداؤد نے سکوت اختیار کیا ہے اس کو از روئے اصطلاح حسن نہیں قرار دیا جاسکتا ہے بلکہ وہ چند مراتب پر محمول ہوگی۔

منه ما هو فی الصحيحین، او علی شرط الصحاح، ومنه ما هو من قبیل الحسن لذاته، ومنه ما هو من قبیل الحسن اذا تَزَدَ و وهذان القسمان کثیر فی کتابہ جَدًّا. ومنه ما هو ضعیف لکنه من رواية عما لم یجمع علی ترکہ غالباً. و کل هذه الاقسام عنده ائله لاحتجاج بها کما نقل ابن منده عنه. انه یخرج الحدیث الضعیف اذا لم یجد فی الباب غیره. پھر امام صاحب کے اس قول کو امام احمد کے قول والحدیث الضعیف احب الی من الراي کے مشابہ قرار دیا ہے۔ حافظ ابن حجر یہ بحث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: فالصواب عدم الاعتماد علی مجرد سکوتہ لما وصفنا.

خصائص هذا الكتاب: یوجد فیہ معظم الاحادیث التی یحتج بها فی الاحکام. ان هذا الكتاب مرتب علی الابواب الفقہیة لیسهل تناول حدیثہ.